رجسٹرڈ انگلشیہ ( )

شرح چندہ
سالانہ ....
ششماہی ....
سہ ماہی ....

قیمت پرانا پرچہ (۳ ر)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی۔اے ال ال۔بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر (۱۸۰)

شرح چندہ
سالانہ ....
ششماہی ....
سہ ماہی ....

قیمت فی پرچہ (۲ ر)

نمبر (۲۵) | ۳ر اکتوبر ۱۹۴۲ء شنبہ | ۲۱ر رمضان ۱۳۶۱ھ | ۲۸ر آبان ۱۳۵۱ف | جلد (۲)

صنعتی نشو و نما کے لئے

ایک پنج سالہ لائحہ عمل کی ضرورت

سر وسویسوریا کا مشورہ

کل ہند مینوفیکچررس اسوسی ایشن کی مرکزی کمیٹی کی صدارت کرتے ہوئے سر وسویسوریا نے بیان کیا کہ ہندوستان میں کلیدی اور بھاری صنعتوں کے قیام کے لئے ایک پنج سالہ لائحہ عمل کی ضرورت ہے جس کے لئے تقریباً ۱۰۰۰ کروڑ کا سرمایہ درکار ہوگا۔ انہوں نے اس امر پر بھی زور دیا کہ جنگ کے بعد معاشی تنظیم کے لئے ایک مابعد جنگ تنظیم جدید کی مجلس کا قیام بھی ضروری ہے۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے سر وسویسوریا نے کہا کہ۔

موجودہ مایوسی کی حالت میں ہمارے خیالات قدرتی طور پر اس امر کی جانب رجوع ہوتے ہیں کہ مابعد جنگ تنظیم جدید کے موقعہ پر کیا ہونے والا ہے۔ جنگ ختم ہوتے ہی اور التوائے جنگ کے فوراً بعد ان سپاہیوں کو جو اس وقت افواج میں شریک ہو گئے ہیں علٰحدہ کر دیا جائے گا اور کارخانوں میں اس وقت مزدوروں کی جو بڑی تعداد کام کر رہی ہے برخاست کر دی جائے گی۔ ان سب کے لئے روزگار فراہم کرنے کی ذمہ داری حکومت پر عائد ہوگی۔ جنگ ختم ہونے سے پیشتر اس امر کی نسبت تجاویز کا مرتب کرنا ضروری ہے۔ پیداوار کو ترقی دینے اور عوام کی معاشی حالت کو بہتر بنانے کے لئے تجاویز پر غور کرنا ہوگا۔

ایک اہم ضرورت

حکومت ہند کے سابق رکن تجارت نے یہ اعلان کیا تھا کہ ان کا محکمہ مابعد جنگ تنظیم جدید کی تیاری میں مصروف ہے۔ ان کی تجاویز بہت احتیاط سے مرتب کی گئی تھیں۔ ہندوستان کے تاجروں اور کارخانہ داروں کو اعتماد میں نہیں لیا گیا تھا۔ ان تجاویز کی تشہیر بھی نہیں کی گئی۔ چند کمیٹیاں ضرور تشکیل دی گئیں جن کی سرگرمیوں کو راز میں رکھا گیا۔ ملک کی ایک اہم ضرورت یعنی سول آبادی کے لئے صنعتی نشو و نما کے مسئلہ کو تنظیم جدید کے پروگرام سے بالکل خارج کر دیا گیا۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مابعد جنگ تنظیم جدید کی تیاریوں پر ایک تعطل طاری ہے کیوں کہ گزشتہ نو مہینے سے ان کمیٹیوں کی سرگرمیوں کی نسبت کوئی خبر نہیں ملی۔

گزشتہ جنگ عظیم میں جو صنعتیں شروع کی گئی تھیں ان کو اختتام جنگ پر جاری نہیں رکھا گیا۔ اگر معاملات کو ان کی حالت پر یوں ہی چھوڑ دیا جائے تو اس جنگ کے اختتام پر بھی یہی ہوگا اور ملک کو اپنی معاشی ابتری کی حالت سے نکلنے کا کوئی موقعہ نہ ملے گا۔ اس اندیشہ کی توثیق ایک حالیہ مستند بیان سے ہوتی ہے جو حکومت کے صدر کی جانب سے دیا گیا تھا کہ "ہندوستان اب بھی ایک عرصہ دراز تک زرعی ملک رہے گا"۔

حکومت ہند کی ماتحتانہ حیثیت کی وجہ سے عوام کو یہ اجازت نہیں دی گئی کہ اپنے ملک کی صنعتوں کو اپنی خواہش کے مطابق ترقی دیں۔ حکومت نے بعض محکموں کی سرگرمیوں کو بالکلیہ اپنے ہاتھ میں رکھا اور ملک کے نمائندوں سے مشورہ یا اشتراک عمل حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی۔ ان محکموں میں محکمہ صنعت و حرفت بھی شامل ہے۔ اس قسم کا دوسرا محکمہ فوج کا ہے۔ فوج میں ہندوستان کے باشندوں کو ملازمت مل سکتی ہے لیکن پالیسی ان کے ہاتھ میں نہیں۔ اس طرح بہت سی ترقیاں رک گئیں۔ میں نصف درجن مثالیں ایسی دے سکتا ہوں جن کا تعلق صنعت و حرفت سے ہے۔

چند تجاویز

جن شعبوں میں ترقی رک گئی ہے اور جن سے بہت نقصان پہنچ رہا ہے وہ تعلیم عام ہے۔ [illegible] سے صرف ایک آدمی ایسا ملتا ہے جو لکھنا پڑھنا جانتا ہے اور یہی آبادی جہالت کی وجہ سے ترقی سے محروم ہے۔ اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ تعلیم عوام کے لئے ایک پنج سالہ لائحہ عمل مرتب کیا جائے۔ ایسا لائحہ عمل روس میں کامیاب ثابت ہوا ہے۔

تعلیم کے بعد صنعتوں کا مسئلہ ہے۔ صنعتوں کی ترقی ملک کے ہر طبقہ کے لئے مفید ہوگی۔ بھاری صنعتوں کو جو ہمارے معاشی نظام کی کلید ہیں تقدم حاصل ہونا چاہیئے۔ ہندوستان کے دور اندیش کارخانہ داروں کو یہ دیکھ کر مایوسی ہوتی ہے کہ جنگ سے صنعتوں کو ترقی دینے کا جو موقعہ حاصل ہوا ہے اس سے اس ملک میں اس طرح فائدہ نہیں اٹھایا گیا جس طرح کناڈا اور آسٹریلیا میں اٹھایا گیا۔

چھوٹی صنعتوں کی خیر اور اہم ترقی کے لئے ایک وسیع تنظیم یا ادارہ کی ضرورت ہے۔ ایسی تنظیم پبلک کے اشتراک عمل سے حکومت جاری کر سکتی ہے۔ اگر حکومت اشتراک عمل نہ کرے تو صنعت و حرفت اور کاروباری لوگوں کو بے تعلق تماشائی بنا رہنا نہیں چاہیئے بلکہ اس غرض کے لئے ایک ادارہ تشکیل دینا چاہیئے۔

تیسری اصلاح جس کی ضرورت ہے یہ ہے کہ فوجی ساز و سامان اور اسلحہ خود اس ملک میں بنایا جائے

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۱۱ پر)

ہفتہ وار
مملکت

جلد (۲) | ۲۸ آبان ۱۳۵۵ف شنبہ | نمبر (۲۵)

سمجھوتہ کیوں نہیں ہو رہا ہے

گزشتہ ہفتہ حیدرآباد کے ہندو پبلک کارکنوں کا ایک طویل بیان شائع ہوا ہے جس میں وہی باتیں دہرائی گئی ہیں جو مسٹر نرسنگ راؤ نے ۲۵ مہر کو اپنے ایک مضمون میں بیان کی تھیں، اور جس پر ہم اپنی گزشتہ اشاعتوں میں تبصرہ کر چکے ہیں۔ پیش نظر بیان میں مسٹر چرچل کی تقریر پر تبصرہ اور کانگریس کے طریقۂ عمل کی تائید کرنے کے بعد حیدرآباد سے متعلق دو تجاویز پیش کی گئی ہیں ——— حیدرآباد کی خود مختاری اور اس کے حصول کے لئے قومی حکومت کی تشکیل۔

خود مختاری کی تنقیح پر بحث کرتے ہوئے ہم نے اپنی گزشتہ اشاعتوں میں یہ بتلایا تھا کہ حیدرآباد کی خود مختاری اور معاہداتی موقف کی بازیابی کا مطالبہ ایک قدیم مطالبہ ہے اور جب کبھی یہ مطالبہ پیش کیا گیا حیدرآباد کے ایسے پبلک کارکن جو برطانوی ہند کی تحریکات سے متاثر تھے برطانوی ہند کے طریقۂ عمل کی اندھی تقلید کو اپنا شعار بنا رکھا۔ ان پبلک کارکنوں نے معاہداتی موقف کی بازیابی کے مطالبہ سے بے اعتنائی برت کر اور ذمہ دارانہ حکومت کا نعرہ بلند کر کے حیدرآباد کے درمیان اتحاد اور ہم آہنگی میں رخنے ڈال دیئے جس کی وجہ سے خود مختاری کے مسئلہ کو وہ اہمیت حاصل نہیں ہوئی جس کا وہ مستحق تھا۔

اب جبکہ کانگریسی تحریک سے برطانوی ہند میں ہنگامہ بپا ہو چکا ہے ہندو پبلک کارکنوں کا حیدرآباد کی خود مختاری کی تنقیح پر توجہ کرنا اور ان کے نقطۂ نظر میں اچانک تبدیلی کا واقع ہونا ہمارے لئے ایک معمہ ہے۔ ہم نے خود مختاری کے مضمرات کو واضح کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہمارے نزدیک خود مختاری کے معنے یہ ہیں کہ حیدرآباد ایک سیاسی وحدت ہے جو کسی بیرونی مداخلت کو خواہ وہ کسی حکومت کی جانب سے ہو یا کسی ادارہ کی جانب سے بالواسطہ ہو یا بلا واسطہ گوارا نہیں کر سکتی۔ ہندو پبلک کارکنوں کے حالیہ بیان کا بغور مطالعہ کرنے سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ حیدرآباد کی سیاسی وحدت کو برقرار رکھنے کے لئے بیرونی سرگرمیوں اور بیرونی اداروں سے اپنا تعلق منقطع کرنے کے لئے تیار ہیں یا نہیں بلکہ یہ مترشح ہوتا ہے کہ کانگریس کی تحریک ہی کے سلسلہ میں انھوں نے یہ بیان جاری کیا ہے۔

اجتماع ضدین

اس بیان میں یہ اپیل کی گئی ہے کہ اس وقت نزاعی سوالات کو اٹھایا نہ جائے اور باہمی اختلافات کو بالائے طاق رکھ دیا جائے۔ مگر قومی حکومت کی تشکیل کا متنازعہ فیہ مطالبہ کر کے نزاعی سوالات کو نہ اٹھانے اور باہمی اختلافات کو بالائے طاق رکھ دینے کی اپیل کی نفی کر دی گئی ہے۔ ایک ہی سانس میں باہمی اختلافات کو بالائے طاق رکھنے کی اپیل کرنا اور ہیئت حکومت جیسے اختلافی مسئلہ کو اٹھانا مذہبی کا شعبدہ تو سمجھا جا سکتا ہے مگر اس کو خلوص کی علامت تصور نہیں کیا جا سکتا۔ قومی حکومت کی تشکیل کا مسئلہ ہمیشہ ایک نزاعی مسئلہ رہا ہے۔ اس کے مضمرات پر جب ہم غور کرتے ہیں تو سب سے پہلے یہ سوال سامنے آتا ہے کہ ایسی حکومت جو عوام کے نمائندوں پر مشتمل ہوگی کس کے پاس جواب دہ ہوگی؟ تاجدار دکن کے آگے یا پبلک کے منتخبہ نمائندوں کے سامنے؟ اس کے علاوہ اس بیان سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اقتدارات شاہی کی نسبت ہندو پبلک کارکنوں کا نقطۂ نظر کیا ہے؟ اقتدارات شاہی کے مسئلہ کو جو اہمیت حاصل ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ جہاں تک ہم جانتے ہیں ہر گفتگوئے مفاہمت میں اس مسئلہ کو مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے۔ غرض ان تمام مضمرات پر پردہ ڈال کر قومی حکومت کی تشکیل کے ایک متنازعہ فیہ اور پیچیدہ مسئلہ کو اٹھانا اور یہ اپیل کرنا کہ سارے اختلافات بالائے طاق رکھ دیئے جائیں ہوا باندھنے کی کوشش کرنا ہے۔

ناکامیوں کی وجہ

چند ماہ قبل بیرونی حملے کے خطرات کے پیش نظر ہندو مسلم کارکنوں کی ایک مشترکہ کمیٹی قائم کی گئی تھی اور ایک مشترکہ بیان کے ذریعہ اپیل کی گئی تھی کہ ایسے نازک موقع پر سیاسی سرگرمیوں کا جاری رہنا قطعاً نامناسب ہے اور جبکہ اہل ملک کو چاہیئے کہ تمام اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر ملک اور ملک کی حفاظت کو اپنا اولین فرض قرار دیں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اس اپیل کے باوجود نہ تو سیاسی سرگرمیاں موقوف کی گئیں اور نہ اختلافات کو بالائے طاق رکھا گیا۔ اور جولائی میں برطانوی ہند میں کانگریس نے ایک تحریک کر کے گڑبڑ پیدا ہونے کی کوشش شروع کی۔ اس مشترکہ کمیٹی کے ارکان ——— جن میں پنڈت کاشی ناتھ راؤ ویدیہ، مسٹر نرسنگ راؤ، مسٹر جناردن راؤ دیسائی وغیرہ مسٹر راما چاری خاص طور پر قابل ذکر ہیں ——— کی بھی روش بدل گئی اور اس مشترکہ کمیٹی پر ایک تعطل طاری ہو گیا۔

جہاں تک ہم نے غور کیا ہمیں یہ محسوس ہوا ہے کہ جب تک یہ پبلک کارکن بیرونی اداروں سے رہنمائی حاصل کرتے رہیں گے حیدرآباد میں نہ تو کوئی سمجھوتہ ہو سکے گا اور نہ کوئی مشترکہ ادارہ یا کمیٹی کام کر سکے گی۔ چنانچہ نواب بہادر یار جنگ بہادر اور مسٹر نرسنگ راؤ کے مابین چند سال قبل جو گفتگوئے مفاہمت ہوئی تھی اس کے ٹوٹنے کی وجہ دراصل یہی بیرونی مداخلت تھی۔ غرض کہ ہماری ساری ناکامیوں کی اصلی وجہ یہی بیرونی تعلقات ہیں۔ اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے ہم نے اپنی ایک گزشتہ اشاعت میں جن خیالات کا اظہار کیا تھا ان کا اعادہ یہاں بے محل نہ ہوگا۔

"ہم نے بارہا اس امر کی جانب اہل ملک کو متوجہ کیا ہے کہ حیدرآباد ایک سیاسی وحدت ہے جو بیرونی مداخلت کو خواہ وہ کسی حکومت کی جانب سے ہو یا کسی ادارہ کی جانب سے گوارا نہیں کر سکتی۔ ہم نے اس امر پر بھی زور دیا ہے کہ حیدرآباد کے بہترین مفاد کے لئے اس کو بیرونی تحریکات اور بیرونی سرگرمیوں کے اثرات سے محفوظ رکھنا ضروری ہے۔ ہمیں ان پبلک کارکنوں سے خاص رنجش ہوتا ہے جو حیدرآباد کو ایک سیاسی وحدت بھی تسلیم کرتے ہیں اور بیرونی تحریکات کو یہاں رائج کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ ابھی چند روز کا واقعہ ہے کہ مسٹر نرسنگ راؤ نے، جو مجلس وضعہ سے مستعفی ہو چکے ہیں، اپنے ایک مضمون میں یہ تحریر کیا تھا کہ وہ حیدرآباد کی خود مختاری اور قومی حکومت کے قیام کی تنقیحات پر مسلمانوں سے بغیر کسی شرط کے متحد العمل ہونے تیار ہیں۔ آندھرا کانفرنس کی مجلس عاملہ نے مسٹر نرسنگ راؤ کے اس پیشکش کا اعادہ کرتے ہوئے یہ بھی اعلان کیا ہے کہ وہ ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے نواب بہادر یار جنگ بہادر کو سارے ملک کا قائد تسلیم کرنے تیار ہے اور نواب صاحب کی قیادت میں کام کرنے کے لئے ہندو کارکن آمادہ ہیں۔ لیکن جب ہم نے دریافت کیا کہ قومی حکومت کی تفصیلات اور مضمرات کو نظر انداز کر کے اور نزاعی مسائل کا تصفیہ کئے بغیر اتحاد کس طرح ہو سکتا ہے تو ہمارے اس سوال کا کسی گوشہ سے کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ ہماری طرح اور لوگوں کو بھی مسٹر نرسنگ راؤ کے پیشکش اور آندھرا کانفرنس کی قرارداد پر بھی شبہ

ہوا کہ خود مختاری اور عوامی حکومت کے نام سے حیدرآباد میں کانگرس کی تحریک سبوتاژ کر جانے کی ایک کوشش کی جا رہی ہے اور اصلی مشن خوش نما الفاظ میں چھپائے جا رہے ہیں۔ ہمارے خیال میں ایسے پیچ طریقے اب زیادہ سودمند نہیں۔ اگر مسٹر رنگ راؤ اور ان کے رفقائے کار سچے معنوں میں اتحاد چاہتے ہیں تو انہیں چاہیے کہ پہلے بیرونی سرگرمیوں اور بیرونی اداروں سے اپنا تعلق منقطع کریں اور خود مختاری کا نام لے کر حیدرآباد میں بیرونی تحریکات کو جاری کرنے کی کوشش سے باز آئیں۔ اگر وہ نزاعی مسائل کا ایک بار تصفیہ کر لیں گے تو ایک دیرپا اتحاد یقیناً قائم ہو سکے گا۔ نزاعی مسائل کے تصفیہ سے گریز کر کے اتحاد کا راگ الاپنا فکر و عمل کے خلوص کو ثابت نہیں کرتا۔"

ہم ایک بار پھر عرض کریں گے کہ جب تک ہمارے بعض کارکن کانگرس کو ملکی مبارک کو اپنی سیاسی تمناؤں کا مرکز بنائے ہوئے ہیں اور [illegible] کا طواف کرتے رہیں گے اور جب تک نزاعی مسائل پر پردہ ڈال کر ذہنی تحفظات کے ساتھ خود مختاری اور عوامی حکومت کا راگ الاپتے رہیں گے اور اپنے حقیقی عزائم کو خوش نما الفاظ میں چھپاتے رہیں گے اتحاد [illegible] کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوگا۔ ہمارے خیال میں بیرونی تحریکات اور اداروں سے تعلقات کا انقطاع حقیقی اتحاد کی شرط مقدم ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ سٹیٹ [illegible] کارکن اس شرط کی کس حد تک تکمیل کرتے ہیں۔

ملازمتوں میں توسیع اور وظیفہ یاب

عہدہ داروں کا دوبارہ تقرر

حیدرآباد کی سرکاری ملازمتوں میں اکثر یہ دیکھا جاتا ہے کہ ضابطۂ ملازمت کے تحت کسی ملازم سرکار کو قابل وظیفہ ہو جانے کے باوجود کسی نہ کسی وجہ کی بنا پر توسیع دی جاتی ہے۔ بعض دفعہ کوئی جدید ہنگامی یا خاص جائداد پیدا کر کے وظیفہ یاب کو مامور کیا جاتا ہے۔ اس طریقہ عمل کے انسداد کے لئے اس امر کی ضرورت ہے کہ ضابطۂ ملازمت میں مناسب ترمیم کی جائے اور اس پر سختی سے عمل کیا جائے۔ تقررات کے سلسلے میں حیدرآباد کے نوجوان ایک عرصے سے اپنی آواز بلند کر رہے ہیں اور اس غلط عمل کے خلاف احتجاج کرتے رہے ہیں۔ عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ توسیع کے وقت اس شخص کی خدمت ناگزیر بتائی جاتی ہیں حالانکہ ہر شعبے میں ہر وقت ایسے ملازمین مل سکتے ہیں جو خالی شدہ جائداد کے لئے موزوں ثابت ہو سکتے ہیں۔ ممالک محروسہ سرکار عالی میں ہر سال وظیفہ پر علحدہ ہونے والوں کی ایک بڑی تعداد ہوتی ہے جو مستحق افراد سے پُر کی جا سکتی ہے۔ جب اعلیٰ عہدہ داروں کو قابل وظیفہ ہو جانے کے باوجود توسیع دی جاتی ہے تو ان عہدہ داروں میں جو اس جگہ کے مستحق ہیں بددلی پیدا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے دفتری کاروبار میں ابتری کا پیدا ہونا ناگزیر ہے۔

ضابطۂ ملازمت کے تحت (۵۵) سال ملازم کو وظیفہ پر علحدہ کیا جانا ضروری ہے۔ اگر اس خصوص میں کوئی تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی جائے تو یہ ثابت ہو جائے گا کہ ملازمین کی ایک قابل لحاظ تعداد جس میں اعلیٰ اور ادنیٰ دونوں شامل ہیں (۵۵) سال سے متجاوز ہو گئی ہے۔ ہر شخص واقف ہے کہ ملازمت میں داخل ہوتے وقت کوئی شخص اپنی عمر صحیح نہیں بتلاتا اور عمر کی صحت کو جانچنے کے لئے حکومت نے کوئی موثر طریقہ اختیار نہیں کیا۔ محض طبی صداقت نامہ یا کسی عہدہ دار کی تصدیق کافی نہیں کیونکہ اس سے صحیح عمر کا پتہ نہیں چلتا۔ دراصل صداقت نامہ ولادت پیش ہونا چاہئے جو محکمہ بلدیہ کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ بدقسمتی سے بلدیہ میں ایسے صداقت نامے دینے کا طریقہ رائج نہیں ہے۔ اس خصوص میں قانون بلدیہ میں ترمیم کی ضرورت ہے۔ ہر شخص پر جس کے گھر ولادت واقع ہو صداقت نامہ ولادت حاصل کرنا لازمی قرار دیا جانا اور عدم تعمیل کی صورت میں ایسے افراد کو سزا دی جانی چاہئے۔

چونکہ موجودہ صورت میں صداقت نامہ ولادت کا پیش کیا جانا ناممکن ہے اس لئے ضابطۂ ملازمت کی اس دفعہ کی ترمیم ضروری ہے جس کی رو سے کوئی ملازم سرکار اپنی مرضی سے وظیفہ پر علحدہ ہو سکتا ہے یعنی اگر کسی کی مدت ملازمت تیس سال ہو جاتی ہے تو اس ملازم سرکار کو قانوناً اس امر کا حق حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ وظیفہ ضروری حاصل کرے۔ اس دفعہ میں اس قدر ترمیم ہونی چاہئے کہ ہر وہ شخص جس کی مدت ملازمت (۲۵) سال کی ہو اس کو حکومت وظیفہ پر علحدہ کر دے گی۔ اس سے بحث نہیں کہ اس کی عمر تحقیق کے وقت کیا ہے۔ ضابطۂ ملازمت میں ایک اور دفعہ یہ اضافہ کی جانی ضروری ہے کہ کسی وظیفہ یاب عہدہ دار کو کسی خدمت پر بھی خواہ وہ ہنگامی ہو یا خاص مامور نہیں کیا جائے گا۔ اگر فی الحال ان دو دفعات کا اضافہ کیا جائے تو تعلیم یافتہ نوجوانوں کی بیروزگاری میں ایک حد تک کمی واقع ہو سکتی ہے۔

ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ بیروزگاری کا مکمل انسداد ملازمتوں کی فراہمی سے نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے لئے دوسرے ذرائع پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ اس مقصد کے لئے حکومت سرکار عالی نے سررشتہ تعمیل محنت و ملازمت بھی قائم کیا ہے۔ صدر المہام بہادر تعلیمات نے اس سررشتہ کی مجلس مشاورت کا افتتاح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ

"جہاں تک ملازمتوں کا تعلق ہے یہ سررشتہ محکمہ جات سرکاری و غیر سرکاری کارخانوں [illegible] اداروں سے اشتراک عمل کرنے کی کوشش کر رہا ہے تاکہ بحیثیت مجموعی مفاد ملک کی خاطر اس سررشتہ کو اقتدار کی جگہ لینے والے سرکاری و غیر سرکاری اداروں کا دوستانہ اور ہمدردانہ اشتراک عمل حاصل رہے اور یہ سررشتہ ہر محکمہ اور اداروں کے لئے مددگار و معاون ثابت ہو اور تمام محکموں اور خانگی اداروں میں ملازمت کے لئے موزوں امیدوار فراہم کرنے والے ایک مرکزی ادارہ کا کام انجام دے اور رفتہ رفتہ غیر ضروری دوڑ دھوپ، سفارش اور خصوصاً اس بیجا طریق عمل کا سد باب ہو سکے جس کو عام طور پر اقربا نوازی کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔"

پبلک اس امر سے ناواقف ہے کہ اس سررشتہ کی سرگرمیوں کے کیا نتائج مترتب ہوئے۔ ان تمام امور کو تسلیم کرنے کے باوجود ہم سمجھتے ہیں کہ ملازمتوں میں توسیع اور وظیفہ یاب عہدہ داروں کے دوبارہ تقرر کے خلاف تعلیم یافتہ نوجوانوں کا احتجاج حق بجانب ہے۔

فینانس کی مشاورتی کمیٹی

سرکاری اور غیر سرکاری ارکان کی نامزدگی

سرکار عالی نے مندرجہ ذیل اصحاب کو آئینی مشاورتی مجلس فینانس کی رکنیت کے لئے سرکاری اور غیر سرکاری رکن کی حیثیت سے تین سال کے لئے نامزد فرمایا ہے۔ جن کے علاوہ تحت قواعد جو بذریعہ جریدہ غیر معمولی مورخہ [illegible] ۱۳۶۱ف مطابق [illegible] کو شائع کئے گئے ہیں۔ سرکاری ارکان میں معتمد سرکار عالی صیغہ فینانس اور صدر محاسب سرکار عالی باعتبار عہدہ شریک ہوں گے۔ اس آئینی مجلس کے صدر جناب صدر المہام بہادر فینانس ہوں گے اور اس کے معتمد صدر محاسب ہوں گے۔

سرکاری اراکین

۱۔ مسٹر [illegible] معتمد سرکار عالی صیغہ مالگزاری
۲۔ نواب رئیس جنگ بہادر معتمد سرکار عالی صنعت و حرفت۔
۳۔ مسٹر ایل۔ این گپتا فینانشیل اڈوائزر۔
۴۔ مسٹر [illegible] مددگار فینانس

غیر سرکاری اراکین

۱۔ نواب بہادر یار جنگ بہادر
۲۔ راجہ مسٹر [illegible] صاحب بیرسٹر
۳۔ میر لائق علی صاحب
۴۔ مسٹر [illegible]
۵۔ میر اکبر علی خان صاحب
۶۔ مسٹر وینکٹ راؤ

([illegible])

مشرق بعید کی جنگ

جاپان کے اقدام کا رُخ

جاپان کے جدید وزیر خارجہ ماسایوکی تانی نے ایک پریس کانفرنس میں اعلان کیا ہے کہ سوویٹ یونین کے متعلق غیر جانبداری سے متعلق جاپان کی خارجی حکمت عملی میں کوئی تغیر نہیں ہوا۔ اس کے ساتھ ساتھ فوج کے صدر مستقر کے کرنل ناکو وا کو نے ایک نشری تقریر میں کہا ہے کہ جب تک سوویٹ یونین معاہدہ غیر جانبداری کی سختی سے پابندی کرے گی خیال ہے کوئی واقعہ ظہور پذیر نہ ہوگا۔

بہر حال دو برس پیشتر کے وقت جاپان کی جو حکمت عملی تھی اس کے پیش نظر وزیر خارجہ کے اس اعلان پر اعتماد کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ لیکن دوسرے واقعات اور حالات ایسے موجود ہیں جن کی بنا پر مستقبل قریب کی نسبت جاپان کے ارادوں کا صحیح اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ان واقعات و حالات سے اس نتیجہ کی جانب رہنمائی ہوتی ہے کہ جاپان کے لئے سوویٹ ممالک سے متصادم ہونا ضروری نہیں۔ جاپان کے وزیر خارجہ نے اس اعلان کو فریب نہیں سمجھا جا سکتا۔ اس کو صحیح سمجھنے کی ایک اور وجہ بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ فوج کے صدر مستقر کے ترجمان نے وزیر خارجہ کے اعلان کی تائید کی ہے۔ اس اعلان پر سابقہ وزیر خارجہ کے مستعفی ہونے کی روشنی میں غور کرنا چاہئے جو بالعموم جرمنی کی تائید میں تھا اور یہ چاہتا تھا کہ جرمنی کو مدد دینے کے لئے کچھ کرنا چاہئے۔ جدید وزیر خارجہ کے اعلان کی ایک تعبیر یہ کی جا سکتی ہے کہ جاپان حملہ کرنے کے لئے روس کو غفلت میں رکھنا چاہتا ہے۔ دوسری تعبیر یہ ہو سکتی ہے کہ اس کا منشا ان افواہوں کی تردید ہے جو دنیا کے اخبارات میں پھیلائی گئی ہیں کہ جاپان سائبیریا کی سرحد پر حملہ کی غرض سے فوجوں کو جمع کر رہا ہے۔

فوج اور محکمہ خارجہ کا اختلاف

جب سے جاپان نے عظیم تر ایشیا میں اپنی سلطنت قائم کرنے کی مہم شروع کی ہے اس کی سیاست کی نمایاں خصوصیت یہ رہی ہے کہ محکمہ فوج اور محکمہ خارجہ میں ہمیشہ اختلاف رائے رہا۔ محکمہ فوج ہمیشہ محکمہ خارجہ کو اپنی نگرانی میں رکھنا چاہتا تھا۔ جدید وزیر خارجہ کے ساتھ ساتھ فوج کے صدر مستقر کے ترجمان کا اعلان یہ ظاہر کرتا ہے کہ جاپان کی خارجی حکمت عملی اب محکمہ فوج کے تابع ہے۔ فوجی صدر مستقر کا عمل ہمیشہ فوجی مصالح پر منحصر ہوتا ہے۔ پس اس سوال کا جواب کہ آیا جاپان سائبیریا پر حملہ کرنا چاہتا ہے یا نہیں جاپان کی موجودہ فوجی حیثیت پر منحصر ہوگا۔ وزارت خارجہ پر ایک ایسا شخص مامور کیا گیا ہے جو یہ نہیں دیکھے گا کہ دول محور کو کیا چیز مطمئن کر سکتی ہے بلکہ صرف یہ دیکھے گا کہ جاپانی فوج کے کیا تقاضے ہیں۔

جدید وزیر خارجہ کے اعلان کو صحیح سمجھنے کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ کوئی جاپانی سیاست داں یہ یاد نہیں کر سکتا کہ کسی ایسے فریب اعلان نے روس کو دھوکا دیا ہو گا۔

دوسرے الفاظ میں اگر جاپان سائبیریا پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو یہ حملہ غیر متوقع نہیں ہوگا۔ لیکن اس کے برعکس یہ باور کرنے کی وجہ ہے کہ روس پر جاپان کے حملے کے لئے موافق حالات پیدا ہو گئے ہیں۔ یہ اطلاعات آ رہی ہیں کہ سائبیریا کی فوجیں اسٹالن گراڈ کی مدافعت کے لئے روانہ کی جا رہی ہیں۔ تمام فوجی مبصرین یہ باور کرتے تھے کہ جاپان اسی موقعہ کے انتظار میں تھا۔ لیکن اسٹالن گراڈ کا اب تک سقوط نہیں ہوا اور برلن ریڈیو بھی اس کے جلد از جلد سقوط کی پیش بینی نہیں کر رہا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ سائبیریا پر جاپان کے حملے کے لئے موافق صورت حال ابھی پیدا نہیں ہوئی اور مستقبل قریب میں اس کے پیدا ہونے کا امکان بھی نہیں۔ اولاً اسٹالن گراڈ کا سقوط ضروری ہے۔ جاپان کو اس وقت موقعہ حاصل ہوگا جبکہ نازی فوجیں اولگا کو عبور کر کے شمال مشرق کے جدید صنعتی رقبوں پر حملہ کرنے کے لئے بڑھیں گی جو اورال کے اس پار واقع ہیں۔ صرف ایسی صورت میں مشرق بعید کی روسی فوجوں کو حملہ آور کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک بڑی تعداد میں سائبیریا سے ہٹانا پڑے گا۔ تاہم یہ امر بھی غور طلب ہے کہ اسٹالن گراڈ کے سقوط کے بعد جرمنی کیا کرنا چاہتا ہے۔ غالباً جرمن فوجیں ماسکو کی طرف روانہ کی جائیں گی یا قفقاز کے محاذ کو جہاں اس وقت تعطل طاری ہے کمک دی جائے گی۔ پس ہر دو صورتوں میں یعنی اسٹالن گراڈ کا سقوط ہو یا نہ ہو فوجی نقطہ نظر سے جاپان کا سائبیریا پر حملہ نامناسب ہوگا۔

اس کے برعکس جاپان کے وزیر خارجہ کے اعلان میں اور اسٹالن گراڈ کی مدافعت کے لئے سائبیریا سے فوجیں بھیجنے میں ایک قسم کا تعلق ضرور ہے۔ مخالف اشتمالی میثاق اور دول محور کے اتحاد کے باوجود تو جاپان یہ چاہتا ہے کہ جرمنی اس سے قریب آئے اور جرمنی کی یہ خواہش ہے کہ جاپان سارے ایشیا کا مالک بن بیٹھے۔ اس لئے اگر جاپانیوں کی یہ خواہش ہو کہ اسٹالن گراڈ کا سقوط نہ ہونے پائے اور مشرق وسطیٰ کی جانب جرمن اقدام رک جائے تو یہ کوئی غیر فطری بات نہ ہوگی۔ اگر مشرق بعید میں جرمن کے منصوبے کامیاب ہو گئے تو وہ ہندوستان کی طرف رُخ کرے گا۔ ان سارے امور کے پیش نظر سائبیریا پر جاپان کا فوری حملہ قرین قیاس نہیں۔

روس کی فوجی تیاری

اس کے علاوہ بعض واقعات ایسے بھی ہیں جن سے جاپان بے خبر نہیں ہے جو سائبیریا پر حملے کی ترغیب نہیں دے سکتے۔ یہ واقعات سائبیریا کی جغرافی حالات اور وہاں کی دفاعی تیاریوں سے متعلق ہیں جو سالہا سال سے جاری تھیں۔ سائبیریا میں صنعتی اور معاشی نشوونما ہوا ہے وہ دنیا کا ایک حیرت انگیز واقعہ ہے۔ اس صنعتی نشوونما کی وسعت کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ جب گذشتہ سال یورپ میں روس کی بہت سی صنعتیں تباہ ہو گئیں تو روس کی کثیر فوجوں کو سائبیریا کے نامعلوم

مقام خانہ سے مسلح کیا گیا۔ سوویٹ روس کی صنعتی قوت کے مراکز اورال کے اُس پار واقع ہیں۔ یہاں ہر چیز مہتیا کی جاتی ہے اور تیار کی جاتی ہے مثلاً ہوائی جہاز، ٹینک، تیل اور اسلحہ، آلات وغیرہ۔ سائبیریا کی فوجی قوت اب تک پردہ راز میں ہے۔ لیکن یہ بات تو عام طور پر معلوم ہے کہ سائبیریا کی فوج ایک منظم فوج ہے۔ جہاں مشرق بعید کی فوج کا تعلق ہے کہا جاتا ہے کہ یہ فوج مشرقی سائبیریا میں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی ہوائی طاقت خاص طور پر بڑھی ہوئی ہے۔ روس کی نصف ہوائی طاقت سائبیریا میں ہے۔ ان حالات میں جاپان کے فوجی کمانڈر اس خطرے کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ یعنی کہ مشرقی صوبوں میں جو ہوائی مراکز ہیں وہ جاپان پر بمباری کرنے کے لئے موزوں ہیں لیکن مشرقی سائبیریا کے ہوائی مراکز ان سے زیادہ موزوں ہیں۔ ولادی وسٹاک کا فاصلہ جاپان کے صنعتی مراکز سے بہت قریب ہے۔ اس کے علاوہ مشرقی سائبیریا میں ویسٹیک جہاز بر جاپان پر حملہ کرنے کے لئے کافی ہوائی جہاز ہیں۔

ہندوستان پر حملے کا امکان

جاپان کی تمنا ہے کہ وہ ایشیا کا مالک بن جائے۔ چونکہ سائبیریا صحیح معنوں میں ایشیا میں نہیں ہے اس لئے جاپان کے موجودہ منصوبے کی تکمیل کے لئے چین کی مزاحمت کا ختم ہونا ضروری ہے۔ سمندر کے راستے چین کی مکمل ناکہ بندی کر دی گئی ہے۔ برما پر جاپان کے قبضے نے چین کو سامان پہنچنے کا راستہ بند کر دیا۔ لیکن ہندوستان اس سے بہت قریب ہے اور یہاں برطانوی اور امریکی فوجوں کا مرکز قائم کیا گیا ہے۔ اس لئے جاپان کا مستقبل اب برما کی جنگ پر منحصر ہے۔ اگر برطانوی اور امریکی فوجوں نے شمالی برما پر پھر ایک بار قبضہ کر لیا تو چین کو کافی سامان پہنچایا جا سکتا ہے اور جاپان کے منصوبے اُلٹ سکتے ہیں۔ اس کا انسداد جاپان کے لئے ضروری ہے اور اس غرض کی تکمیل کے لئے اُس کو ہندوستان پر حملے کی کوشش کرنی ہوگی کیونکہ کم از کم ہندوستان کے مشرقی صوبوں پر قبضہ کر کے وہ چین کو ہندوستان اور دنیا کے دوسرے حصوں سے الگ رکھ سکتا ہے۔ اس کے بعد چین کو ختم کرنا صرف ایک وقت کا سوال رہ جائے گا۔

معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں بھی برطانوی اور امریکی عہدہ داران فوج انہی بنیادوں پر سوچ رہے ہیں۔ ان حملوں سے قطع نظر جو بنگال کے ایسے مقامات پر کئے گئے جہاں ہندوستان پر حملہ کرنے کے لئے جاپانی فوجوں کے اجتماع کا امکان تھا، ابھی حال میں مشرقی فوج نے دریائے چندون (؟) کے ساحل پر واقع شہر ... کی۔ مدافعانہ کارروائیاں بھی جو چین میں جاپانی اقدام کے امکان کے پیش نظر کی گئی ہیں۔ چنکنگ کی حالیہ اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ شنگھائی میں کافی جاپانی فوجیں جمع کی جا رہی ہیں جن کو کسی نامعلوم مقام پر روانہ کیا جانے والا ہے۔ ان اطلاعات کی نسبت امریکی مبصرین کا خیال ہے کہ یہ حملہ جس سے سائبیریا پر ہوگا یا ہندوستان پر۔ ان واقعات کے پیش نظر جن کا تجزیہ اوپر کیا گیا ہے سائبیریا پر حملہ بعید از قیاس ہے۔ اب صرف ہندوستان رہ جاتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ جب تک روانگی جاری ہو گی جاپان رائیاں دیتے وقت بعد ... ہوری ہی کہ ...

بقیہ سلسلہ صفحہ ۱۰

ہمارا بیرہ

از شایستہ اختر سہروردی صاحبہ

کانگریسیوں کو انگریزوں سے شکایت ہے کہ ہندوستان کو آزادی سے محروم کر دیا۔ مسلم لیگ شاکی ہے کہ ہماری حکومت چھین لی۔ گاندھی جی کا کہنا ہے کہ ہندوستان کی صنعت کو برباد کر دیا۔ کمیونسٹ کہتے ہیں کہ مزدور کو لوٹ لیا لیکن انگریزی حکومت کے سب سے بڑے ظلم کا کوئی بھی شاکی نہیں یعنی اس نے ہندوستان میں دو ایسی مکروہ چیزیں پیدا کیں جو دنیا کے کسی اور ملک میں نہیں یعنی آیا اور بیرہ۔ مشرقی تہذیب کو مغرب کے تصادم سے جو نقصان پہنچا یہ اُن کی زندہ مثال ہے۔ اُن کی ذہنیت ان کی زبان ان کی طرز معاشرت، ان کا لفظ بگاڑ بگاڑ کر اس بات کی فریاد کر رہا ہے کہ جو مغرب نے مشرق کے ساتھ کیا کیا۔ آپ کہیں گی میں مبالغہ کر رہی ہوں نہیں جناب! آپ نے شاید کبھی اس مضحکہ خیز ہستی یعنی "بیرا" کی ذہنیت اور گفتگو کے نقطۂ نگاہ پر غور نہیں فرمایا میں آپ کی خدمت میں اس طبقے کے ایک فرد کی تصویر پیش کرتی ہوں اس کو پڑھئے اور فیصلہ کیجئے کہ میرا یہ کہنا صحیح ہے یا غلط کہ سب سے بڑا ظلم ہندوستان پر ان ہستیوں کی تخلیق ہے۔

کچھ روز ہوئے مجھ کو ایک اصل نسل بیرا دیکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ میں نے اس سے قبل بھی اس قسم کی مخلوق دیکھی ہے گو یہ روز بروز ہی مغرب کی تہذیب کی پیداوار میرے گھر کے مشرقی ماحول میں نہ پنپ سکنے کی وجہ سے رخصت کر دی جاتی تھی لیکن آج کل دہلی میں نوکروں کی قلت کی وجہ سے مجھے اس دفعہ اسے پورے دو ہفتے رکھنا پڑا۔

ہمارا بیرہ "بیریت" کی مکمل تصویر تھا مغربیت اس کی رگ رگ میں پیوست ہو چکی تھی۔ اس نے بڑی کوششوں سے صاحبوں کے رہنے کے طور طریقے سیکھے تھے اور مجھے یقین ہے کہ میرے یہاں کے نیٹوپن سے بے چارے کے جذبات سخت مجروح ہوتے ہوں گے اور دنیا کی بے رنگی پر اپنے دل میں حیران ہوتا ہوگا کہ دہلی میں رہنے والے آئی سی ایس کہلانے والے لوگ اور ایسے نیٹو ہیچ کو جیت ہوں تو دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی۔

پہلا دھکا جو اس بے چارے کی مغرب پسند طبیعت کو میرے یہاں لگا وہ یہ تھا کہ جب اس نے رات کے کھانے کے بعد نہایت ادب سے جھک کر میرے صاحب کے کانوں کے قریب آ کر پوچھا "چنگ چائے کے بجے مانگتا؟" اور اس کا جواب اسے ملا کہ "ہم لوگ بیڈ ٹی نہیں پیتے" تو اس کو یقین نہ آتا تھا کہ اس نے ٹھیک سنا "گڈ نوٹ سنگ" اس نے پھر ذرا گھبرائی ہوئی زبان میں پوچھا "نہیں کبھی نہیں" جواب حتمی کر اس نے اور بعد اپنے ... ان کو تابوتوں میں لا کر پھر پوچھا "چھوٹا حاضر کے بجے مانگتا؟" "ہم نے جواب دیا" ہم لوگ ناشتہ صبح کے آٹھ بجے کیا کرتے ہیں" اس تیز جواب کو سن کر اس بے چارے نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے ہمیں سلام کیا۔ اور یہ سوچتا ہوا کہ یہ کیسے نیٹو ہیں آپس ... کرتے سے چلا گیا۔

لیکن یہ اس کی ناکامیوں کی ابتدا تھی۔

دو ہفتے اس نے ہمارے گھر میں وہ رنج اٹھائے کہ اس کا دل چھلنی ہو گیا ہوگا۔ دوسرے ہی دن ناشتہ صبح اٹھ بجے جب ہم میز پر رکھتے ہوئے ان سے پھر کہا بیرا کی "انڈا کیسا مانگتا صاحب؟" انہوں نے اخبار پڑھتے ہوئے سرسری طور سے کہا "خاگینہ" بے چارہ بھونچکا ہو کر میری طرف دیکھنے لگا۔ میں نے کہا "خاگینہ نہیں سمجھے؟ انڈے کو توڑ کر پیاز کو کتر کتر .... ابھی میں جملہ ختم بھی نہ کرنے پائی تھی کہ اس نے کہا "ہم ہندوستانی برتن نہیں جانتا، انگریزی برتن بنا سکتا" میں نے کہا اچھا انڈا فرائی لاؤ، وہ جو نیز کھڑا تھا میں نے دوبارہ کہا "انڈے فرائی لاؤ" میں نے دیکھا وہ اپنے دماغ پر بہت زور دے رہا ہے یہ کیا کہہ رہی ہیں۔ میں نے چڑ کر کہا "جاؤ انڈا فرائی کر لاؤ" انگریزی لفظ سنتے ہی اس کی جان میں جان آ گئی وہ سرعت کے ساتھ کھانے کے کمرے سے چلا گیا۔

روز انہی تماشا ہوتا تھا اور ہمارے نیٹوپن سے بے چارے کو رنج پر رنج پہنچتا رہتا تھا ادھر ہم اس کی انگریزیت سے جل جل کر کوئلہ ہو جاتے تھے۔

جتنے دن وہ رہا گھر کی فضا ویسی ہی تھی جیسے یورپ کی فضا دُکراکسس کے زمانے میں۔

میری کمزوریوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ میں اردو کو قتل ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی ہیں کسی کو یہی کی کرتے دیکھتی یا محاورہ چٹخارہ دار بولتے سنتی ہوں تو دل چاہتا ہے کہ گھونس ... ہوا جائے گفتگو کا مقصد کچھ ہو یا نہ ہو۔ اسی طرح کسی کو اردو توڑ مروڑ کر بولتے سنتی ہوں تو دل چاہتا ہے کہ اس کا گلا گھونٹ دوں۔ دو تین دن تک تو میں ایسے جملے سنتی رہی اور برداشت کرتی رہی "آپ کو ٹیلی فون پر حکم" "چائے آپ کے بجے لے گا" "بابا لوگ کا سپیر حاضر ہے" "فلاں نے آپ کو سلام دیا ہے" لیکن تیسرے دن تو میں نے ٹوک ہی دیا۔ "بیرا تم مراد آباد کے رہنے والے ہو کر ایسی زبان بولتے ہو۔ تمہاری بیوی تو بہت صاف اردو بولتی ہے تم کیوں نہیں ویسی باتیں کرتے" "ہم چھوٹا وقت سے صاحب لوگ کے ہاں کام کیا اس لئے ایسا بولتا" میں نے کہا "انگریز کے ہاں کام کرنے کی وجہ سے زبان خراب ہونے کی تو کوئی وجہ نہیں بہرحال اب تو ہندوستانی کے یہاں ہو اس لئے ہم سے تو ایسی بولی مت بولا کرو۔" بے چارے نے خون کے گھونٹ کی طرح اس حکم کو پی لیا اور ایک آدھ دفعہ کوشش بھی کی کہ سیدھی طرح بولے لیکن اس کی گھٹی میں انگریزیت پڑی ہوئی تھی وہ کہاں سے جاتی: "چائے ہے گا" کے بدلے اس نے ایک دفعہ ہمت کر کے "آپ چائے کس وقت پئیں گی؟" تو کہہ لیا اس کے علاوہ اس کی مغرب زدہ طبیعت اور کوئی ترمیم اپنے طرز گفتگو میں برداشت نہ کر سکی کھانا کھلاتے وقت بے چارے کو سخت تکلیف ہوتی تھی۔ اگر انگریزی کھانا ہو تو وہ بڑی خوشی سے کھلاتا تھا لیکن ہندوستانی کھانا ہوتا تو اس کو سخت تکلیف ہوتی تھی اول تو اسے یہ طریقہ ہی معلوم نہ تھا یا کم از کم اس بات کا اظہار نہیں کرنا چاہتا تھا کہ وہ جانتا ہے کہ ہندوستانی کھانا کس طرح کھایا جاتا ہے۔ اس لئے وہ روٹی سالن ہر چیز کے بعد لایا کرتا اور جہاں ہم نے دو نوالے کھائے کہ پلیٹ غائب! اور نوالہ ہاتھ کا ہاتھ میں! بھلا آپ غور فرمائیے وہ بغیر پلیٹ بدلے کھانا کھلانا کس طرح گوارا کر سکتا تھا۔ اس کو سب سے زیادہ رنج ہمارے منگریول میں ہاتھ نہ ڈالنے سے ہوتا تھا۔ وہ روزانہ ڈرونی لگا لگا کر منگریول میز پر لاتا اور ہم کہتے نہیں آفت ہے جیسی چیزوں کا چھونا بھی اس کے لئے کسر شان تھا اور آفتابے سے پانی ڈالنا تو اس کو دو ہفتے میں آیا ہی نہیں۔

لیکن اس کی زندگی کا شاید سب سے تاریک دن وہ تھا جب میں نے اس کی توجہ پاندان کی صفائی کی طرف کروائی اور جس وقت لوگ ملنے آتے اور وہ نہایت مودبانہ طریقے سے پوچھتا "پیچنے کے واسطے کیا لانگے حضور" اور میں اس سے پاندان منگواتی تو اس کا دل بیٹھ جاتا۔ "آف نئی دہلی کے ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر پان کھایا جائے" "بوم تو بہت ہی زندہ برگنبد افراسیاب" کا مسئلہ نہیں تو کیا ہے۔

اور جس دن اس نے ایک کرنل کی وردی میں ملبوس دوست کو اپنے ہاتھوں سے پان لگا کر کھاتے دیکھا۔ شاید اس روز اس کو قرب قیامت کا یقین آ گیا۔ اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اس کو یقین نہیں آتا تھا کہ وہ جاگ رہا ہے یا خواب دیکھ رہا ہے۔ مجھ کو تو اس نے شاید عجیب الخلقت سمجھ کر صبر کر لیا تھا۔ لیکن ہمارے ہاں کے مہمان بھی ایسے ہی نکلے اور نہ صرف یہ بلکہ جو بھی بے چارہ یہاں ملنے آتا تھا وہ اسی رنگ میں رنگا ہوتا تھا اور ہمارے یہاں ڈنر پارٹی بھی اس کے لئے رنج وہ ثابت ہوتی جس اکثر آنے والوں میں ایک بھی ڈنر جیکٹ میں ملبوس نہ ہوتا تھا۔ ایک ہی نہیں! انگریزی کٹ کے مغربی جیکٹ کے ہوتے تھے اور ہندوستانی کھانا شوق سے انگلیوں سے کھاتے تھے اور ہائے غضب ان انگریزوں کے آگے بھی ہم اپنے نیٹوپن سے شرمایا نہیں کرتے تھے ... ہی ہندوستانی کھانا ... ہاتھ سے کھانا شروع ...

(باقی صفحہ ...)

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بلاتبصرہ

"ایک مجسٹریٹ کے اجلاس پر آج ایک کمہار نے ایک عجیب و غریب درخواست پیش کی جس میں یہ استدعا کی گئی ہے کہ ان گیارہ گدھوں کو واپس دلایا جائے جو اس کی ملک ہیں اور جن کو پولیس نے نئی سڑک پر پکڑ لیا تھا جب کہ ان کو ایک جلوس میں لیجایا جارہا تھا۔ اس کمہار کا بیان ہے کہ ایک نامعلوم شخص نے ان گدھوں کو اس سے کرایہ پر لیا وہ نہیں جانتا تھا کہ ان کو کس مقصد کے لئے استعمال کیا جائے گا۔

اس مقدمہ میں تصفیہ طلب امر یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ان گدھوں کو خلاف قانون اغراض کے لئے استعمال کرے تو کیا ان کا مالک اس فعل کا ذمہ دار ہے اور کیا گدھوں کے جلوس سے دفعہ (۱۴۴) ضابطہ فوجداری کی خلاف ورزی ہوتی ہے؟"
(اسوسی ایٹیڈ پریس)

پنڈت کاشی ناتھ مادھو وید، مسٹر جناردن راؤ دیسائی، مسٹر راماچاری وغیرہ وغیرہ نے ایک طویل بیان جاری کیا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ :-

"حیدرآباد کی حکومت اس قدر قوی اور اسے عوام کی اس قدر تائید حاصل ہے کہ جس کی بنا پر وہ اب اور آئندہ حیدرآباد کی آزادی اور خود مختاری کا ادعا کرسکے اور کامیاب انصرام جنگ کے لئے جو مخالف فاسشائی قوتوں کو مجتمع کرسکے"

ہماری رائے میں انصرام جنگ کے لئے وفاقی کونسل سے استعفا دو اور کانگریس کی تحریک کو حیدرآباد میں چلانا اور اپنے عزائم پر ملکی اور قومی حکومت کے انعقاد کا خلاف جوڑ پانا ضروری ہے سن انداز قدرت داشتنام۔

مرزا مقصود احمد خاں صاحب رکن مجلس نگرانی (جہت اتحاد) کے حالیہ بیان کے دو شہکار قابل ملاحظہ ہیں :-

(۱) "ہمارا جادول کا پوزیشن بہت زیادہ اطمینان بخش اور مضبوط ہے"

(۲) ہمارے لشکر کا پوزیشن کبھی خراب ہونے نہیں پایا"

ہمارے خیال میں مجلس نگرانی وتیار کے ایک معزز رکن کے ہر روز ایک نئے بیان سے مجلس کا "پوزیشن آگ ورڈ" ہو رہا ہے۔

حکومت بمبئی نے "ہندوستان خالی کرو" کی کتاب کو قابل ضبطی قرار دیا ہے (یونائیٹڈ پریس)

یہ کتاب ایک خالی ڈھول تھی جس کو پیٹنے کی کانگریس بہت کوشش کرتی رہی۔

علی گڈھ ریلوے اسٹیشن میں بم پھٹا، ۲ ہلاک اور ۲ سخت زخمی ہوئے (یونائیٹڈ پریس)

ہمیں اطلاع ملی ہے کہ بفضل تعالیٰ ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد خان بالکل خیریت سے ہیں۔

معلوم ہوا کہ پورس جب دکن کالج کھلا تو طلباء نے اس کے دارالمطالعہ میں آگ لگادی (ایک خبر)

کانگریسیوں کے آج کل کیا نیک مشاغل ہیں! ہم گاندھی جی کو ان کے صحیح اصول تعلیم پر مبارک باد دینا چاہتے ہیں۔ قیادت اسی کا نام ہے کہ

"ہر قدم دور تر منزل ہے نمایاں مجھ سے"

کمیٹی ساہوکاران حیدرآباد کا ایک جلسہ کل منعقد ہوا جس میں جنگی خطرات کے بیمہ کے مسئلہ پر غور کیا گیا۔ ایک طویل مباحثہ کے بعد بھی اراکین عاملہ کسی قطعی فیصلہ پر نہ پہونچ سکے (اسوسی ایٹیڈ پریس)

قطعی فیصلہ پر کیوں کر پہنچ سکتے تھے، سب سے اہم بات جو زیر بحث تھی یہ تھی کہ جائیداد اور ملکیت کا اندازہ لگا کر جب بیمہ کرایا جائے گا تو حکومت بھی اس اندازہ کو صحیح قرار دے کر شرح انکم ٹیکس مقرر کرے گی ان حالات میں اصل مسئلہ پیچیدہ تھا کہ کوئی صورت ایسی نکالی جائے کہ بیمہ کی رقم بھی کافی ملے اور شرح انکم ٹیکس میں بھی کمی ہو۔

شمالی بمبئی کے طلباء نے ہیٹ اور ٹائی کو نذر آتش کردینے کی ایک نئی مہم شروع کی ہے (اسوسی ایٹیڈ پریس)

ہیٹ اور ٹائی کے بعد شاید دھوتی اور پاجامہ کی باری آئے گی تاکہ "ننگم عریاں" کہلائے جانے کا کافی ثبوت مل سکے۔

ناظم صاحب جنگلات کا دورہ اور آمدنی میں ایک لاکھ کا اضافہ۔ (ایک خبر کی سرخی)

ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا ان ناظم صاحب کے دورہ کی طرح نسبتاً ناظم صاحبان کے دوروں میں اسی طرح برکت دے۔

بنارس سے ٹائمز آف انڈیا کا نامہ نگار اطلاع دیتا ہے کہ :-

"حکومت نے ایک ہزار پانچ سو روپے کا انعام اس شخص کے لئے مقرر کیا ہے جو ڈاکٹر رام، اڈی گیرولا پروفیسر ہندو یونیورسٹی کالج الیورویدا کا پتہ لگائے جن کا تعلق حالیہ ہنگاموں سے ہے اور جو گزشتہ ماہ کے ہنگاموں سے لاپتہ ہیں۔

پروفیسری اور قیادت؟ بجائے کم عقل طالب علموں کو سبق پڑھانا اور خود روپوش ہوجانا عجیب شعبدہ ہے۔ کیا یہ کوئی مسمریزم کے پروفیسر تو نہیں؟

ماہ رمضان کی وجہ سے کپڑے کے بازار میں سرگرمی پیدا ہوگئی تھی اور عین اسی وقت شہر کے کپڑوں کی دوکانوں کے گماشتوں نے ہڑتال کردی کیونکہ گرانی الاونس کے مطالبہ کو مالکان دوکان نے ٹال دیا۔ (ایک خبر)

ایک باخبر نامہ نگار کی اطلاع ہے کہ دیوالی کے سامنے حیدرآباد کے ساہوکاروں کے منیموں نے ہڑتال کرنے کا تصفیہ کیا ہے کیوں کہ ان کا یہ مطالبہ کہ ساہوکار جو زائد سود وصول کرتا ہے اس کا کم از کم تیسرا حصہ منیموں کو ملنا چاہئے اب تک پورا نہیں ہوا۔

بلدیہ حیدرآباد کا مرا زندہ جنت میں مسلود ہوگیا۔ (ایک خبر)

ہمیں ان منتخبہ اراکین سے دلی ہمدردی ہے جو لمبی لمبی تقریریں کرنے کے لئے بہت عرصے سے تیاریاں کر رہے تھے۔ خیر! زندہ صحبت باقی۔ سال حال موقع نہ ملے تو کیا مضائقہ ہے آئندہ سال ضرور موقع ملے گا۔ مجلس بلدیہ کا نائب صدر ایسے شخص کو منتخب کرنا چاہئے جو طویل تقریروں کی اجازت دے۔

ان طلباء نے جو حالیہ سیاسی ہنگاموں اور ہڑبونگ میں حصہ لے رہے تھے اور جن کی وجہ سے وہ کالجوں اور مدرسوں سے علحدہ ہوگئے تھے اپنی موجودہ غیر اطمینان بخش حالت سے تنگ آکر کالجوں اور مدرسوں میں واپس جانے کا فیصلہ کیا ہے (ایک خبر)

ہم ہمیشہ یہی مشورہ دیتے رہے ہیں کہ طلباء کو سیاسیات سے دور رہنا چاہئے بات بھی کوئی شعور پیدا کرکے

ملک کی سیاسیات حاضرہ اور ہندو زعماء کے بیانات

نواب بہادر یار جنگ بہادر کا بیان

نواب بہادر یار جنگ بہادر صدر مجلس نے ملک کی سیاسیات حاضرہ کی نسبت ہندو زعماء اور دیگر پبلک کارکنوں کے حالیہ بیانات کی روشنی میں مجلس کی آئندہ اور طے شدہ پالیسی کی وضاحت میں حسب ذیل اخباری بیان عوام کی رہنمائی کے لئے جاری کیا ہے۔

"میں نے ہندو زعماء اور بعض پبلک کارکنوں کے اس مشترکہ بیان کو جو ۱۰ آبان ۱۳۵۲ف کے اخبارات میں شائع ہوا ہے بہت دلچسپی سے پڑھا۔ اس سلسلہ میں میرے پیش نظر مسٹر بی رنگ راؤ سابق صدر آندھرا کانفرنس اور ان کے بھائی مسٹر کیشوم راؤ چندر راؤ سابق صدر آندھرا کانفرنس کے وہ بیانات بھی ہیں جو اخبار رعیت مورخہ ۵ مہر و ۲۶ مہر ۱۳۵۲ف میں شائع ہوئے تھے۔ حیدرآباد کی آزادی مجلس اتحاد المسلمین کا بنیادی مقصد ہے اور مجلس اتحاد المسلمین اپنے یوم تاسیس سے نہ صرف اس مقصد کی تبلیغ کرتی رہی بلکہ اپنی یادداشت مورخہ ۹ جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ کے ذریعہ اس نے حیدرآباد کی آزادی کو ایک مستقل مطالبہ قرار دیا اور اس کے لئے مناسب جدوجہد بھی کرتی رہی۔ مجلس اتحاد المسلمین کو یقین ہے کہ ملک کے تمام طبقات وافراد بلا لحاظ فرقہ و مذہب اس مقصد کے حامی ہیں۔ مجلس کی یادداشت پیش ہونے کے بعد صرف طبقہ گیرداران نے اس کی تائید کی بلکہ بعض ہندو زعماء اور ہندو اخبارات نے بھی دبی زبان سے مجلس کے اس مطالبہ کا ساتھ دیا۔ وقت کے تقاضوں ہی کی بناء پر سہی لیکن آج ہندو زعماء کے اس مشترکہ بیان میں یہ پڑھ کر بڑی مسرت ہوئی کہ وہ حیدرآباد کی آزادی اور کاملیت کے علمبردار ہیں اور اس مداخلت کو دل سے ناپسند کرتے ہیں جو مشروط اور نا جائز نام سے برطانوی حکومت کی طرف سے حیدرآباد کے معاملات میں کی جاتی رہی ہے۔

"گذشتہ یوم اعلان خود مختاری کے موقع پر میں نے جو صدارتی اختتامی تقریر کی تھی اس کو پڑھنے کے بعد مسٹر کاشی ناتھ راؤ وید، مسٹر راما چاری اور مسٹر بی رنگ راؤ جن کے نام اس بیان میں بھی نظر آرہے ہیں مجھ سے اس مسئلہ پر ایک سے زیادہ ملاقاتیں کیں اور ان ہی مسائل پر بحث کی جن کی طرف اس بیان میں اشارہ کیا گیا ہے اور یہ گفتگو ابھی تک ختم نہیں ہوئی ہے۔ میرے لئے اس سے زیادہ اور کیا مسرت کا باعث ہو سکتا ہے کہ آزادی حیدرآباد جیسے اعلیٰ مقصد میں اپنے ہندو بھائیوں کو مجلس کے ساتھ شریک دیکھوں۔ میں کہا کرتا تھا اور آج بھی دہراتا ہوں کہ مجلس اتحاد المسلمین حیدرآباد کے ایک ایک کو اس آزادی کا علمبردار دیکھنا چاہتی ہے جو اس کو ایک آزاد مملکت کی حیثیت سے اس ملک کا مطیع اور پابند کردے۔ اگر ہندو بھائیوں کے موجودہ مطالبہ آزادی کی ابتداء اول بار آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے ریزولیوشن مورخہ ۸ اگست ۱۹۴۲ء سے ہوتی

ہے اور اس ریزولیوشن اور کانگریسی زعماء کے بیان کی روشنی میں بلا استثناء حیدرآباد و ساری دیسی ریاستوں کا مستقبل یہ نظر آرہا ہے کہ وہ برطانوی اقتدار اعلیٰ سے نجات پا کر ہندوستانی وفاقی حکومت کے اقتدار کے تحت چلی جائیں گے اس لئے بھی اس مسئلہ کے صاف ہونے کی ضرورت تھی نیز میرے شبہات کو اس خط سے تقویت پہنچ رہی تھی جو ڈاکٹر جی ایس میلکوٹی نے اپنی گرفتاری سے قبل بحیثیت صدر حیدرآباد اسٹیٹ کانگریس صدر اعظم بہادر باب حکومت سرکار عالی کو لکھا جس کی تصدیق ان ہندو زعماء نے بھی کی جو مجھ سے گفتگو کررہے تھے۔ اس خط میں ڈاکٹر میلکوٹی نے اسٹیٹ کانگریس کا یہ ایقان ظاہر کیا ہے کہ صوبہ جاتی اور ریاستی حکومتوں کو ہندوستان کی یونین کا مطیع اور وفادار ہونا چاہئے۔ اور حکومت سرکار عالی سے مطالبہ کیا ہے کہ کامل ذمہ دارانہ حکومت فوراً عطا کرے۔ اور اعلان کرے کہ حیدرآباد آزاد ہندوستان کی یونین میں ایک وحدت کی حیثیت سے شریک ہونے پر آمادہ ہے۔ پس یہ چاہتا تھا کہ ہندو بھائیوں سے آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے ریزولیوشن اور کانگریسی زعمائے ہند کے بیانات اور حیدرآباد اسٹیٹ کانگریس کے صدر کی اس تحریر کی روشنی میں آزادی حیدرآباد کے تصور کا تعین ہو جائے اگر وہ ان سب بیانات و تحریرات کے قطع نظر آج بھی اس کے لئے تیار ہیں کہ حیدرآباد کی ایسی آزادی کے لئے جدوجہد کریں جو نہ صرف برطانوی اقتدار اعلیٰ کے تسلط سے بلکہ آئندہ قائم ہونے والی کسی حکومت کے تسلط سے بھی آزاد ہو اور ایک ہمسایہ حکومت کی حیثیت سے آزاد ہندوستانی حکومت سے اپنے کسی آئندہ اس کے تعلقات کو بہتر مناسب دوستانہ معاہدہ کر سکے۔ تو میں مجلس اتحاد المسلمین کی طرف سے ان کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ حیدرآباد کی آزادی کے لئے اپنی جدوجہد میں ملک کی دوسری سیاسی جماعتوں کے اشتراک عمل کا دل سے خیر مقدم کرے گی۔

"میں سمجھتا ہوں کہ آج کوئی نہیں بتا سکتا کہ ہندوستان کا مستقبل کیا ہوگا اور وہاں کا آئندہ دستور کن بنیادوں پر مرتب ہوگا اور اس کے ساتھ حیدرآباد کے تعلقات کیا ہوں گے۔ لیکن مستقبل سے ہماری یہ بے خبری حیدرآباد کی آزاد حیثیت کے تعین میں جو ہمارا مسلک، ہمارا مقصد حیات اور ہماری جدوجہد کی بنیاد ہے قطعاً مانع نہیں ہو سکتی۔ آزادی حیدرآباد کے مطالبہ کی طرح مجلس اتحاد المسلمین کا یہ بھی ایک قدیم مطالبہ ہے کہ حیدرآباد کی حکومت ملک کے ایسے افراد پر مشتمل ہو جو حیدرآباد کی حکومت کا گہوارہ اپنے دل میں رکھتے ہوں۔ ہندو زعماء سے میری حالیہ گفتگو کے دوران میں اس پہلو کی تعیین بھی زیر بحث آئی ہے۔ مجلس اتحاد المسلمین اپنے اس مطالبہ کے منظور ہونے تک یہ توقع رکھتی ہے کہ اعلیٰ حضرت بندگان عالی سے دست بستہ عرض

کرے کہ وہ اپنی مجلس وزراء میں چند ایسے وزراء کا تقرر فرمائیں جو ملک کے عوام میں مقبول و ہردلعزیز ہوں اور جو انتظام حکومت میں کما حقہ حضرت بندگان عالی کی بارگاہ میں ذمہ دار ہوں اور جن کے تقرر و علحدگی کا کامل اختیار حضرت بندگان عالی کو حاصل رہے۔

"مجھے یقین ہے کہ ہماری یہ گفتگو اگر جاری رہے تو ان تمام مسائل کا ہم کوئی مناسب حل تلاش کرسکیں گے۔ میں آخر میں صرف اس قدر کہہ دینا ضروری تصور کرتا ہوں کہ عہد حاضر کی سیاست کا اخلاقی نظریہ چاہے جو کچھ ہو اگر کسی ملک کی بسنے والی دو قومیں سچے دل سے باہمی اشتراک کی طلبگار ہیں تو ان کی گفتگو کو ہر قسم کے ذہنی تحفظات سے پاک ہونا چاہئے۔"

محکمہ فینانس کی مشاورتی کمیٹی کا اجلاس

کمیٹی کے روبرو نوٹ موازنہ ۱۳۵۳ف پیش ہوگا

حیدرآباد۔ ۱۰ نومبر۔ موثق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اصلاحات کی سب سے اہم آئینی مشاورتی مجلس جو مالیہ سے متعلق ہے۔ اس کا اجلاس ۲۰ آبان ۱۳۵۲ف مطابق ۲۰ اکتوبر ۱۹۴۲ء کو منعقد ہوگا۔ جس میں مجلس کے روبرو منجملہ دیگر امور کے جن پر وہ غور کرے گی۔ مسٹر غلام محمد صدر المہام فینانس کا نوٹ موازنہ بھی پیش کیا جائے گا۔ اس مجلس کے لئے جن غیر سرکاری اراکین کو نامزد کیا گیا ہے۔ ان میں نواب بہادر یار جنگ بہادر بھی شامل ہیں۔ جنہوں نے چند ماہ قبل مجلس مقامی مسلم اداروں کی جانب سے ایک یادداشت پیش کی تھی۔ جس میں سرکاری مالیہ پر غیر سرکاری حیثیت سے غور و خوض کرنے کے لئے حکومت سرکار عالی کی توجہ مبذول کرائی گئی تھی یا اور اس یادداشت کی مقامی ہندو معاشر نے بھی تائید کی تھی۔ مجلس مذکور کے اراکین میں مشاورتی معزز والئے سری کشن اور وہ دو ارکان صنعت مسٹر چل و بنکٹ راما ریڈی مشہور ریسکیو و سابق صدر حیدرآباد اور مسٹر لائق علی کے علاوہ مسٹر میر اکبر علی خاں ہندو اور مسلمانوں پر مشتمل مقامی قوم پرست ادارہ انجمن اتحاد ترقی کے صدر اور مسٹر وینکٹ راؤ قائد بسیت اقوام شامل ہیں۔ دیگر آئینی مشاورتی مجلسوں کے اراکین کی نامزدگی کے لئے مشورہ کیا جارہا ہے اور مذکورہ بالا مجلس کے علاوہ آئینی مشاورتی مجلس کا قیام عمل میں آنے کا وقت بھی متعلق ہوگی۔ اس کے بعد تعلیم کی آئینی مشاورتی مجلس تشکیل پائے گی۔ سررشتہ جات متعلقہ ان مجالس کے بعد از جلد قیام سے کوشش کی جا رہی ہے کہ ان سررشتہ جات کی پالیسی اور تدابیر پر ان متعلقہ مجالس کے اجلاس میں عوام کے نمائندگان کے ساتھ جو مباحث پیش ہوں گے۔ جو اختلافات اس وقت موجود ہیں ان کے باوجود عوام کے اس دارالحکومت میں حکومت کے اس فیصلہ کا خیر مقدم کیا جاتا ہے کہ حکومت نے عوام کے نمائندگان کو اپنے اعتماد میں لے کر سال آئندہ کے آغاز ہونے کی اس کی مدت میں صدر المہام فینانس حکومت سرکار عالی نوٹ موازنہ کی ابتدائی مرتب ہونے پر تفصیل یادداشت کی حیثیت سے مجلس کے روبرو پیش کرے گی۔ (یونائیٹڈ پریس)

حیدرآباد میں صنعت شکر سازی

نے شکر کی کاشت روبہ ترقی ہے

گزشتہ دس سال کے عرصہ میں ہندوستان میں صنعت شکر سازی نے غیر معمولی ترقی کی ہے ۱۹۳۰ء میں صرف ۲۹ چھوٹے کارخانے تھے جہاں (۰۰۰ ...) ٹن شکر ہر سال تیار ہوتی تھی لیکن آج تمام ہندوستان میں (۱۴۵) سے زیادہ کارخانے موجود ہیں۔ یہ کارخانے زیادہ تر شمالی ہند میں ہیں۔ اور ان میں سالانہ (۰۰۰ ... ۱۲) تا (۰۰۰ ... ۱۴) ٹن شکر تیار ہوتی ہے۔ اس حیرت انگیز ترقی کا خاص سبب یہ ہے کہ حکومت ہند نے درآمد کی جانے والی شکر پر بھاری محصول عائد کر کے اس صنعت کا تحفظ کیا ہے

کارخانوں کی زیادہ تعداد صوبجات متحدہ اور بہار میں ہے کچھ عرصہ پہلے تک جنوبی ہند کا جزیرہ نما اس میدان میں بہت پیچھے تھا۔ اور اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ بارش کی کمی اور آب پاشی کی سہولتیں ناکافی ہونے کے باعث نے شکر کی کاشت پر بہت مصارف ہوتے تھے۔ ممالک محروسہ سرکار عالی میں بھی گزشتہ چار سال کے عرصہ میں حالات بالکل بدل گئے اور اس تبدیلی کا سبب نظام ساگر کی تعمیر اور بودھن میں نظام کارخانہ شکر سازی کا قیام ہے یہ کارخانہ ممالک محروسہ کی پوری طلب کا ۶۰ فی صد حصہ تیار کر سکتا ہے اور اس کی وجہ سے نظام آباد میں نے شکر کی کاشت کو بڑی تقویت پہنچی ہے۔

گزشتہ اور موجودہ حالت۔

دس سال قبل تک ممالک محروسہ میں نے شکر کی کاشت صرف اضلاع بیدر، اورنگ آباد اور عثمان آباد تک محدود تھی اور اس کی تھوڑی بہت کاشت اضلاع رائچور، میدک اور نظام آباد میں ہوتی تھی۔ لیکن آج صرف نظام آباد میں (۱۰،۰۰۰) ایکڑ سے زیادہ اراضی پر نے شکر کی کاشت ہو رہی ہے اور دوسرے مقامات کا درجہ اس کے بہت بعد آتا ہے۔ اس غیر معمولی اضافہ کا سبب نظام ساگر کی تعمیر ہے۔ یہ پراجکٹ دس سال قبل مکمل ہوا تھا اور اس کی وجہ سے ضلع کے اکثر حصوں میں پانی پہنچایا جانا ممکن ہو گیا ہے آب پاشی کی یہ سہولت حاصل ہونے کی وجہ سے دھان اور دوسری ایسی فصلوں کی کاشت پر کاشتکار مائل ہونے لگے جن کے لئے زیادہ پانی کی ضرورت ہے۔ نے شکر بھی ایسی فصلوں میں سے ہے۔ چنانچہ کاشتکاروں نے اس کی جانب توجہ کی اور ۱۳۴۲ف سے ۱۳۴۴ف (۱۹۳۳ء) تک نے شکر کی کاشت کو بہت فائدہ مند پایا ۱۳۴۳ف (۱۹۳۴ء) میں گڑ کی قیمت عارضی طور پر گر گئی جس کی وجہ سے نے شکر کی کاشت پر برا اثر پڑا اور اس کا رقبہ (۰۰۰ ...) ایکڑ سے کم ہو کر (۵۰۰۰ ...) ایکڑ رہ گیا ۱۳۴۳ف (۱۹۳۴ء) میں علاوہ نظام ساگر کی تعمیر کے بودھن میں نظام کارخانہ شکر سازی قائم کیا گیا۔ اس کارخانہ کو حکومت سرکار عالی نے امداد دی اور (۶۰) لاکھ روپیہ صرف ۳ فی صد شرح سود پر بطور قرض دیئے۔ اس امداد کا نتیجہ یہ نکلا کہ ممالک محروسہ میں نے شکر کی کاشت کے رقبہ میں سال بسال اضافہ ہوتا گیا اور اب یہ توقع ہے کہ بارہ ہزار سے لے کر (۱۵) ہزار ایکڑ تک سالانہ کاشت ہوا کرے گی۔ بودھن میں شکر سازی کے کارخانہ کا قیام نے شکر کی کاشت میں بہت مفید ثابت ہوا کیونکہ یہ کارخانہ نے شکر کی جملہ کاشت کا ۹۰ فی صد حصہ شکر بنانے کے لئے خرید لیتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ کارخانہ کاشتکاروں کو جو قیمت دیتا ہے وہ اس کی تیار کردہ شکر سے مربوط ہے اور اس کارخانہ کو بیرونی علاقوں سے درآمد کے مقابلے میں سرکاری طور سے تامین حاصل ہے۔ کاشتکاروں کو جب یہ یقین ہو گیا کہ انہیں ایک حد تک اچھی قیمت ملے گی تو نظام آباد کے علاوہ دوسرے اضلاع کے کاشتکار بھی نے شکر کی کاشت پر مائل ہونے لگے۔ اور اس کا یہ نتیجہ نکلا کہ بڑے پیمانہ پر نے شکر کی کاشت ہونے لگی اور اب ان کے مزرعے ۲۵ سے لے کر ۳۰ ایکڑ تک وسیع ہو گئے ہیں۔

کارخانہ کے مصارف اور مقدار پیداوار

نظام کارخانہ شکر سازی ممالک محروسہ میں اپنی قسم کا واحد کارخانہ ہے۔ اور اس کی پیداوار سے ہماری ضروریات کے ۶۰ فی صد کی تکمیل ہو سکتی ہے۔ اس کارخانہ کو قائم کرنے اور اس سے ملحق وسیع مزرعے حاصل کرنے کے انتظام کے لئے ابتداً (۱۰۵) لاکھ روپیہ کی ضرورت ہوئی جس میں سے (۳۵) لاکھ روپیہ حصص فروخت کر کے جمع کئے گئے اور باقی ماندہ رقم حکومت سرکار عالی سے (۳) فی صد شرح پر قرض لی گئی۔ کارخانہ کو مالی امداد دینے کا طریقہ اس اعتبار سے مفید ثابت ہوا کہ محدود سرمایہ پر بہتر منافع کا یقین ہوتا ہے۔

نے شکر پیلنے کی مقدار۔

اس کارخانے میں روزانہ (۲۴ گھنٹے) ۱۰۰۰ ٹن سے ۱۲۰۰ ٹن تک نے شکر پیلنے کی گنجائش رکھی گئی ہے لیکن ممالک محروسہ میں نے شکر کی زیادہ نرم اقسام ہونے کی وجہ سے روزانہ (۱۵۰۰) سے (۱۶۰۰) ٹن تک نے شکر پیلنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی اور سالانہ شکر پیلنے کا زمانہ (۱۵۰) دن تک رہتا ہے اور اس مدت میں (۲۰۰۰۰) ٹن شکر تیار ہوتی ہے۔

کارخانے کے مزرعے۔

کارخانے کے مزرعے (۸۰۰۰) ایکڑ اراضی پر مشتمل ہیں جن میں سے فی الحال (۳۰۰۰) ایکڑ پر نے شکر کی کاشت ہو رہی ہے۔ اس کارخانہ میں نے شکر پیلنے کی جو مجموعی گنجائش ہے اس کا ۱۰ فی صد ان مزرعوں کی سالانہ پیداوار سے فراہم ہو سکتا ہے۔ کارخانے کے مزرعوں کے واسطے جو عملہ مقرر کیا گیا ہے وہ تجربہ کار اور اہل ہے اور اس کے افراد زراعت اور سائنس کے گریجویٹ ہیں۔ ان مزرعوں کی زمین زیادہ تر وہ ہے جو حکومت سے خریدی گئی ہے کاشتکار اس اراضی کو نے شکر کی کاشت کے لئے غیر مفید خیال کرتے تھے لیکن عملیاتی ذریعہ سے کام لے کر زمین درست کی گئی اور آج یہ حالت ہے کہ کاشتکاروں کی کھیتوں کے مقابلہ میں ان مزرعوں کی پیداوار دوگنی اور سہ گنی ہے جب کاشتکاروں نے یہ تبدیلی دیکھی تو وہ جدید طریقے اختیار کرنے پر مائل ہوئے اور اب وہ نے شکر کی کاشت کو ترجیح دینے لگے ہیں۔ کارخانے کے مزرعوں کی کاشت کچھ آسان کام نہ تھا۔ کیونکہ زمین کی حالت درست کرنے کے علاوہ کاشت کرنے کے لئے ہزارہا مزدور دور باہر سے لانا پڑا۔ قریبی مواضعات کے کاشتکار بھی جب اپنے کھیتوں پر کام کر چکتے ہیں تو ان کو بھی ان مزرعوں میں کام کرنے کے لئے ملازم رکھ لیا جاتا ہے۔

رعایا کے لئے سہولتیں۔

نے شکر کی کاشت کے لئے زیادہ مصارف کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے کم استطاعت کاشتکار اس طرف مائل نہیں ہوتے تاوقتیکہ کارخانہ سے ان کو مالی امداد نہ ملے۔ چنانچہ حکومت اس مقصد کے لئے کارخانے کو زر تقاوی دیتی ہے جو کارخانے کے ذریعہ فصل کاشت کرنے کے وقت کاشتکاروں کو چھوٹی امداد کی صورت میں دیا جاتا ہے اس کے علاوہ کارخانہ کھاد اور تخم بھی فراہم کر دیتا ہے۔ اور کارخانہ کا عملہ ان کو کاشت کے جدید طریقے اختیار کرنے میں رعایا کی امداد کرتا ہے۔ چنانچہ گزشتہ تین سال کے عرصہ میں کارخانے کی جانب سے کاشتکاروں کے بچوں کی تربیت کا انتظام کیا گیا اور اب تک (۵۰۰) نوجوانوں کو نے شکر کی کاشت کے جدید طریقے سکھلائے گئے ہیں۔ کارخانے میں ہر سال (۱۵۰) اشخاص کو تربیت دی گئی اور یہ اشخاص تربیت حاصل کرنے کے بعد اپنے مواضعات کو واپس گئے۔

نے شکر کی باربرداری۔

ہندوستان کے دوسرے کارخانوں کے برعکس بودھن کے کارخانے نے کاشتکاروں کے پاس سے کارخانے تک نے شکر لے جانے کا بھی انتظام کیا ہے اور اس کے اخراجات کارخانہ ہی برداشت کرتا ہے اس کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ مختلف مواضعات میں کارخانے کی جانب سے گودام قائم کئے گئے ہیں اور ہر گودام سے ملحق رہنے والے مواضعات کے کاشتکار متعلقہ گودام میں نے شکر جمع کر دیتے ہیں۔ ان گوداموں سے سرکاری اور کارخانہ کی ریلوں یا لاریوں کے ذریعے نے شکر کو کارخانہ تک پہنچانے کا انتظام کیا گیا ہے جا بجا کارخانے کے رقبے میں سے نے شکر کی فصل منتقل کرنے کے لئے دو ہزار بنڈیاں چلائی جاتی ہیں۔ نے شکر کو

...کارخانے بن جانے میں عجلت کی بہت ضرورت ہے اس
...نے کے تازہ سے تازہ سے زیادہ مقدار میں شکر حاصل ہو سکتی
...گزشتہ سال سرکار عالی کی ریلوں کے ذریعے سے شکر کا
(۵۰) فی صد حصہ کارخانے کو پہنچایا گیا (۱۰) فی صد حصہ
... موٹر لاریوں کے ذریعہ منتقل ہوا اور (۲۰) فی صد بیل گاڑیوں اور
... کے ذریعہ پہنچایا گیا لیکن امسال یہ تناسب علی الترتیب
(۶۲) فی صد (۳۵) فی صد اور (۱۹) فی صد رہا۔

تحقیقی کام

کارخانے کے با اقتدار اشخاص شکر کی صنعت سے متعلق مختلف مسائل کو حل کرنے کے لئے مختلف تجربات کرنے کی اہمیت سے بھی باخبر ہیں اور اسی بنا پر کارخانے کے ساتھ ایک تحقیقی مرکز بھی قائم کیا گیا ہے۔ اس مرکز میں گنا اور شکر کی اقسام سے متعلق تحقیقات کی جاتی ہے تاکہ پیداوار کا معیار ممکنہ حد تک بہتر رہے۔ تاہم تحقیقات اتنی اہم ہیں کہ اس کو صرف کارخانے تک محدود نہیں رکھا جا سکتا اس لئے حکومت بھی اس پر توجہ کر رہی ہے اور ... کا سرکاری تحقیقاتی مرکز جو دہلی کی ... مجلس تحقیقات زرعی کی امداد سے تحقیقی کام کر رہا ہے۔

ضمنی اشیاء

شکر بنانے کے بعد شیرہ اور دوسری چیزیں جو بچ جاتی ہیں ان کو فائدہ مند طریقے سے استعمال کیا جا رہا ہے۔ شیرہ سے الکحل حاصل کی جاتی ہے۔ اور اب تقریباً سالانہ (...) گیلن تیار ہوتی ہے جس کا کچھ حصہ سرکار عالی کی ریلوے کے لئے فراہم کیا جاتا ہے۔ اس شکر کے بچے ہوئے چھلکے ... پھینک جاتے ہیں اس کو زمین درست کرنے کے لئے بطور کھاد استعمال کیا جاتا ہے۔ اس مقصد کے لئے بہت مفید ہے کیونکہ اس میں نائٹروجن ... ترشہ پوٹاش اور لائم کے اجزا ہوتے ہیں۔

... حکومتوں کو ہندوستان کی یونین کا وفادار ہونا چاہئے ... سرکار عالی سے مطالبہ کیا کہ کامل ذمہ دارانہ حکومت فوراً عطا کریں اور اعلان کریں کہ حیدرآباد آزاد ہندوستان کی یونین میں ایک وحدت کی حیثیت سے شریک ہونے آمادہ ہے ان سب بیانات اور تحریرات سے قطع نظر اگر آج بھی (اتحاد) حیدرآباد کی ایسی آزادی کی جدوجہد کے تیار ہیں جو نہ صرف برطانوی اقتدار اعلیٰ کے تسلط سے بلکہ آئندہ قائم ہونے والی کسی حکومت کے تسلط سے بھی آزاد ہو اور ایک ہمسایہ حکومت کی حیثیت سے آزاد ہندوستانی حکومت سے اپنے کسی اقتدار کو اس کے تفویض کئے بغیر مناسب دوستانہ معاہدات کر سکے تو اتحاد المسلمین حیدرآباد کی آزادی کے لئے دوسری سیاسی جماعتوں کے اشتراک عمل کا خیر مقدم کرے گی۔

پبلک کارکنوں کے مشاغل

مجلس عاملہ کمیٹی سابقہ کارکنوں کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں جنگی محاربات کے متعلق سے مسئلہ پر غور کیا گیا۔ اراکین عاملہ کسی قطعی نتیجہ پر نہیں پہنچے۔

آریہ پرتی ندھی سبھا کی مجلس عاملہ کا جلسہ پنڈت ... کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں ... طے کرایا گیا کہ دسہرہ کا مسلح جلوس نکالنے سے متعلق حکومت سرکار عالی نے جو منصب ... سبھا کو مطلع کرے تاکہ اس کے مطابق سبھا آئندہ کے طرز عمل کو متعین کر سکے۔

مسٹر راجیندر راؤ ... اور مسٹر ... پرشاد وکیل اضلاع مرہٹواڑی اور کرناٹک کے دورے پر روانہ ہو گئے۔

مس پدمجا نائیڈو نے ... پر جانگر ... کی صدارت سے اور مسٹر بی رام کرشن راؤ نے رکنیت سے استعفا دیدیا۔

مسلح جلوس سے متعلق مقامی حکام کی ... پر تبصرہ کرتے ہوئے مسٹر ... آریہ پرتی ندھی سبھا ایک صحافتی بیان میں کہتے ہیں کہ تمام آریہ سماج نے آج تک جماعتی حیثیت سے آریہ سماج نے سیاسیات میں حصہ نہیں لیا۔ چند افراد نے خود غرضی کے تحت پاکستان اور ہندی وغیرہ جیسے مسائل جو سماج کی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں پیدا کئے جن کا جواب سماج کی جانب سے دیا گیا۔ اس کو سیاسیات میں حصہ لینا نہیں کہتے۔ اس طرح کے مسائل سماج کے پروگرام کا جزو رہے ہیں اور رہیں گے۔ اس نازک وقت میں ہندوؤں اور آریہ سماجیوں کا فرض ہے کہ وہ جماعتی اتحاد کو برقرار رکھیں۔ مشترکہ عمل ہی ہم کو کامیابی کے راستہ ... لے جائے گا۔ عوام کو چاہئے کہ وہ آریہ سماج کے آخری فیصلہ کا انتظار کریں۔

ملک کی سیاسیات حاضرہ پر ہندو زعماء کے بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے نواب بہادر یار جنگ ایک صحافتی بیان میں کہتے ہیں کہ مجلس اتحاد المسلمین حیدرآباد کے لئے ایک ایسی کامل آزادی کی طلبگار رہی ہے جو اس کو ایک اقتدار سے آزاد کر کے کسی دوسرے اقتدار کا مطیع و پابند کرے۔ چونکہ ہندو جماعتوں کے موجودہ مطالبات آزادی کی ابتداء آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے رزولیوشن مورخہ ۸ اگست ۱۹۴۲ء سے ہوئی ہے اور اس رزولیوشن اور کانگریسی زعماء کے بیانات کی روشنی میں ملک ... حیدرآباد و سارے دیسی ریاستوں کا مستقبل یہ نظر آرہا ہے کہ وہ برطانوی اقتدار اعلیٰ کے بوجھ سے نکل کر ہندوستانی وفاقی حکومت کے اقتدار کے تحت آ جائیں گی۔ اس لئے بھی اس مسئلہ کے صاف ہونے کی ضرورت تھی۔ حیدرآباد ... کانگریس کے صدر ... ایک خط ... کانگریس کا یہ ایقان ظاہر کیا کہ صوبہ جات اور ریاستیں [illegible]

ہمارا تبصرہ

(بقیہ سلسلہ صفحہ (۵))

اور کھانے کے بعد پان کھاتے۔ ہمارے نیٹو جینٹلمین ... عادت سے عرق عرق ہو جاتا تھا اور ہمارے یہاں کے نیٹو دل کی اس کو خاطر کرنی پڑتی۔ ایک یورپین عورتیں اور مولوی منشی ... بڑے بڑے یورپین حضرات اور مزہ تو یہ ہے کہ نئے فیشن کے لوگوں کی نسبت ان کی دلی خاطر تواضع ہوتی تھی۔ دروازے تک جا کر ان کا خیر مقدم کیا جاتا تھا اور گاڑی تک جا کر ان کو سوار کرایا جاتا تھا۔ اس سے تعجب کیا معلوم کہ سیدھے سادے لباس میں ہندوستان کی کیسی کیسی مقتدر ہستیاں ہوتی تھیں۔

غرض اس کی انگریزیت سے ہم بیزار اور ہمارے نیٹو پن سے وہ نالاں۔ جتنی دفعہ وہ آپ کو ٹیلی فون پر "آنگٹن" کہتا میرا خون کھول جاتا اور جتنی دفعہ اسے پاندان اٹھا کر لانا پڑتا اس کے دل پر سانپ لوٹ جاتا۔

بھلا دیکھئے تو سہی جن ہاتھوں نے کاک ٹیل کے ٹرے اٹھائے ہوں۔ شیری کے گلاس بھرے ہوں وہ پاندان اٹھائیں!! آفتابہ چلمچی چھوئیں!! آخر ایک روز شیری سمیر کا پیمانہ چھلک ہی گیا اور یہ اس طرح کہ ان بہرا صاحب نے ایک دھوبی کی معرفت ہم سے ان لفظوں میں کی۔ "حضور بہت اچھا ... ہو ... بہرا صاحب لوگ کے کام کیا کبھی کالے آدمی کے کام نہیں کیا" میں نے کہا بہت اچھا اس کو اب بھی اس شرافت کے کھونے کی ضرورت نہیں تم بھی یہ ذلت کیوں اٹھاؤ۔ اس سے آج ہی کے دن نجات حاصل کر لو۔

لیکن سچ پوچھئے تو ان بے چاروں پر ہماری خفگی فضول ہے ان کا ... کیا قصور ہے قصور اس ماحول کا ہے جو غلام قوم کے ملک میں پیدا ہو جاتا ہے اور یہ ماحول لازمی طور پر ایسی ذہنیت کی تخلیق کرتا ہے۔

"عصمت" دہلی

اعلان

ماہ آذر ۱۳۵۲ف تک کے لئے گیہوں کے کوپن اجرا کرنے کی غرض سے حسب سابق انتظام کیا گیا ہے۔ اراکان بلدیہ نے اپنی اپنی حد تک درخواستیں پیش کرنے کے لئے مقررہ تاریخوں کا خود اعلان فرما دیا ہے۔ جہاں تک دفاتر سرکار عالی اور صرف خاص مبارک کے مراسلات اور ڈیوڑھیات امراء اور جاگیردار صاحبان کی باقاعدہ ... کا تعلق ہے ۲۰ ، ۲۰ آبان ۱۳۵۱ف تک ... میں وصول کئے جائیں گے۔ اس تاریخ کے بعد براہ کرم کوئی دفتر ... گیہوں کے کوپنوں کے لئے مراسلہ روانہ کرنے کی زحمت نہ فرمائے تو مناسب ہوگا۔

(معلومات عامہ)

مشرق بعید کی جنگ

(بقیہ سلسلہ صفحہ (۴))

سے نئے کئی ڈویژن روانہ کی جائیں۔ یہ بات بھی یقینی ہے کہ جاپان کو نیو گنی کی لڑائی جلد از جلد ختم کرنی پڑے گی۔ تاکہ فوجیں دوسرے محاذ پر روانہ کی جاسکیں۔ جنوب مغربی بحر الکاہل بحر ہند تک جاپان کے بحری اثر کو وسعت دینے میں نیو گنی کا جزیرہ حائل ہے۔ اس جزیرہ پر قبضہ کرنا جاپان کے لئے ضروری ہے اور وہ اس کے لئے جان توڑ کوشش کر رہا ہے اگر جاپان اس میں کامیاب ہوجائے تو اس کے بحری مواصلات خطرے سے پاک ہوجاتے ہیں۔ اس کے بعد وہ ان فوجوں کو جو سنگاپور میں جمع ہو رہی ہیں دوسرے مقام پر روانہ کرسکتا ہے اس منصوبے میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے جاپان کو سائبیریا کے حملے سے باز رہنا پڑے گا۔ اس وجہ سے جاپان کے جدید وزیر خارجہ نے ایک اعلان کے ذریعہ سوویٹ روس کو اطمینان دلایا ہے۔ یہ اعلان ایک طرح کا سودا ہے۔ گویا جاپان یہ کہہ رہا ہے کہ ہم ایشیا کی تسخیر میں مصروف ہیں اس لئے ہم تمہیں (روس) پریشانی کرنا نہیں چاہتے۔ تمہیں بھی اپنا فرض ادا کرنا چاہئے۔ اور چونکہ سوویٹ روس بھی مصروف ہے اور وہ جاپان کے خلاف اقدام نہیں کرسکتا اس لئے اس سمجھوتہ پر روس اور جاپان بہر صورت قائم رہیں گے۔

انجمن انسداد اعمال تخریبی

مشیر دکن کا تبصرہ

یہ خبر حوصلہ افزا ہے کہ چند دن قبل بلدہ حیدرآباد میں اعمال تخریبی کے انسداد کے مقصد سے ایک انجمن قائم ہوئی جس میں ملک کے سربرآوردہ شہری بڑی تعداد میں شریک ہوئے اور اس کے صدر نواب کمال یار جنگ بہادر اور نائب صدر راجہ شام راج بہادر ہیں اور انجمن کے دوسرے عہدوں کے لئے بھی قابل حضرات کا انتخاب ہوا ہے۔

انجمن مذکور سے متعلق مزید تفصیلات ادارہ کے معتمد مولوی ابوالحسن سید علی صاحب ایڈوکیٹ کے ایک بیان میں ملتی ہیں جس کا خلاصہ اخبار نیشنلسٹ کی اشاعت مورخہ ۲۴ آبان ۱۳۵۱ ف میں نظر آتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ انجمن ایک وسیع ادارہ ہے جس کی شاخیں ملک سرکار عالی کے ہر شہر اور ہر قصبہ میں قائم کردی جائیں گی۔ جس طرح بلدہ کی موجودہ انجمن میں جملہ طبقات رعایا ملک کے ممتاز ارکان شریک ہیں اوسی طرح دوسرے شہروں اور قصبات کے انجمنوں میں بھی ہندو مسلمان اور دیگر مذاہب کے افراد شریک رہیں گے اور غرض یہ ہوگی کہ عوام کو تشدد اور تخریبی اعمال سے باز رکھنے کے لئے فہمائش اور تلقین کے جملہ ذرائع اختیار کئے جائیں تاکہ ہندوستان میں جو مکدر فضا اس وقت دیکھی جارہی ہے اوس سے تا حد امکان ہماری ریاست ابد مدت محفوظ رہے۔

معتمد صاحب انجمن نے اپنے بیان میں اس امر کی وضاحت فرمادی ہے کہ اس انجمن کا تعلق خالص اندرونی سیاسی فضاء اور اس کی پیدا کردہ شورش کی انسدادی تدابیر تک محدود رہے گا اور اس کا تفصیلی دستور عنقریب مرتب اور شائع کیا جائے گا جس کے لئے مجلس انتظامی کا ایک جلسہ ۲۹ آبان ۱۳۵۱ ف کو منعقد ہونے والا ہے۔

کچھ عرصہ سے ہندوستان کے مختلف حصوں میں فضا کی جیسی کچھ حالت ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے ایسی نازک صورت حال میں اس انجمن کا قیام ایک نہایت مستحسن اقدام ہے۔ ہم واقف ہیں کہ اس ادارہ کو حکومت سرکار عالی کا تعاون حاصل ہے اور جس پایہ کے ذی وقار و تعلیم یافتہ حضرات اس کے عہدہ دار اور ارکان مجلس انتظامی میں شریک ہیں اوس سے یہ توقع ہوتی ہے کہ انجمن نہایت کامیابی کے ساتھ ملک کی بہترین خدمات انجام دے سکے گی۔ ہم کو یقین ہے کہ ملک کا ہر تعلیم یافتہ شخص شریک انجمن ہوکر ملک کی فضا کو پر امن رکھنے کی ہر ممکنہ کوشش کرے گا اور ہر نوجوان انجمن کے مفید مقاصد کو آگے بڑھانے کے لئے اپنی رضاکارانہ خدمات پیش کرکے اپنے جذبۂ حب وطنی کا ثبوت دے گا۔

اشتہار

بہ اجلاس مولوی محمد یعقوبی خان صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی جج سی۔ ین منصف تعلقہ ورنگل

محکمہ عدالت دیوانی منصفی تعلقہ ورنگل

نمبر مقدمہ ۳۵۱/۳ ف سنہ ۱۳۵۱ ف

دستگیری ابوفرقان مدعی اول ورنگل

بنام۔ ولی محمد فریق ثانی

دعوی

درخواست بازداری

بنام ولی محمد صاحب ولد پیر محمد صاحب قوم مسلمان عمر ۳۰ سال پیشہ بیوپاری ساکن ارگنڈہ مسکنہ متصل ملکری تعلقہ ورنگل

ہرگاہ مقدمہ مندرجہ عنوان میں تمہارے نام مرتبہ نوٹس جاری کئے گئے مگر پتہ نہ ملنے سے تمہارے واپس بے تعمیل پائے۔ پس حسب استدعا درخواست گزار بذریعہ اشتہار ہذا تم کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ بتاریخ ۱۰ آذر ۱۳۵۲ ف بوقت ۱۰ ساعت اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا ہوکر حسب ضابطہ جواب دہی و پیروی کرو ورنہ کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جائے گی جس کی کوئی عذر سماعت نہ ہوگا۔ آج بتاریخ ۱۰ ماہ آبان ۱۳۵۱ ف بثبت مہری دستخط اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا فقط

دستخط مہر عدالت

حاکم عدالت

سر رشتہ دار

صنعتی نشو و نما کے لئے

ایک پنج سالہ لائحہ عمل کی ضرورت

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۱)

اشتراک عمل سے تیار کئے جائیں۔ موجودہ جنگ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اگر ایسی اصلاح نہ ہو تو ہمارا ملک مقصد بے بس رہے گا۔ موجودہ جنگ سے ہماری صنعت و تجارت پر مضر اثر پڑ رہا ہے۔ جنگ کا جلد از جلد اختتام اور متحدین کی کامیابی ہمارے معاشی مفاد کے لئے ضروری ہے۔

معاشی آزادی

اپنی تقریر ختم کرنے سے پہلے میں ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں۔ وزیر اعظم برطانیہ نے ہندوستان پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ انڈین نیشنل کانگریس کو جو ملک کی آزادی کے لئے لڑ رہی ہے بعض کارخانہ داروں اور ساہوکاروں نے قائم کیا ہے۔ میں قطعی طور پر واقف نہیں کہ کارخانہ داروں یا ساہوکاروں نے کانگریس کو روپیہ دیا ہے لیکن اگر دیا بھی ہے تو اس میں کوئی اخلاقی خرابی نہیں۔ کیا انگلستان کے کارخانہ دار اور سرمایہ دار پارٹی فنڈ میں روپیہ دے کر اپنی معاشی سرگرمیوں میں حفاظت اور مدد حاصل نہیں کرتے۔ ہندوستان میں بھی اس امر کو تسلیم کیا جانا چاہئے کہ صنعتوں کی ترقی کے لئے معاشی آزادی ضروری ہے اور بغیر سیاسی آزادی کے معاشی آزادی حاصل نہیں ہو سکتی ہندوستان میں آج جو کشمکش جاری ہے اس کا منشا ان حالات سے نجات حاصل کرنا ہے جو افلاس کو مستحکم کر رہے ہیں۔

احمدیہ پریس چار مینار میں طبع ہو کر باہتمام سید حسن (عثمانیہ) دفتر حکمت سے شائع ہوا